عرب جمہوریہ مصر ١٨ جمادی الآخر ١٤٤٣ھ

وزارت اوقاف ٢١ جنوری ٢٠٢٢ء

خوش حال پروار

انسانی زندگی میں ایک پروار کا وجود اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اس نعمت پر اس نے قرآن کریم میں اپنے بندوں پر احسان جتایا ہے۔ ارشاد باری ہے: "وَٱللَّهُ جَعَلَ لَكُم مِّنۡ أَنفُسِكُمۡ أَزۡوَٰجٗا وَجَعَلَ لَكُم مِّنۡ أَزۡوَٰجِكُم بَنِينَ وَحَفَدَةٗ وَرَزَقَكُم مِّنَ ٱلطَّيِّبَٰتِۚ أَفَبِٱلۡبَٰطِلِ يُؤۡمِنُونَ وَبِنِعۡمَتِ ٱللَّهِ هُمۡ يَكۡفُرُونَ" "اللہ تعالی نے تمہارے لیے تم میں سے ہی تمہاری بیویاں پیدا کیں اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لیے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کیے اور تمہیں اچھی اچھی چیزیں کھانے کو دیں۔ کیا پھر بھی لوگ باطل پر ایمان لائیں گے ؟ اور اللہ تعالی کی نعمتوں کی ناشکری کریں گے ؟" (نحل: ٧٢).

پروار ہی معاشرے کی بنیاد ہوتے ہیں اور اس کے دفاع کا سب سے پہلا قلعہ ہوتے ہیں، اسی لیے اس کی بنیاد کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے پر اسلام نے بہت زور دیا ہے، ایسی بنیاد جو اس کے افراد کے درمیان محبت ورحمت کے رشتہ پر ٹِکّی ہو، تا کہ پورے معاشرے پر اَمن و قرار کی فضا قائم ہو سکے۔ اس مقصد کی باریابی کے لیے شریعتِ اسلامیہ نے شریکِ حیات کو اختیار کرنے پر رغبت دلائی ہے، جو ازدواجی زندگی کو پر سکون بنا سکے۔ اسی طرح سے اس نے اس بات پر بھی تاکید کی ہے کہ اپنے آپ کو اس لائق بنائیں کہ اپنے پروار کی مالی، سماجی اور ذاتی ذمہ داریوں کو اٹھانے کے قابل ہو سکیں۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: اے نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کر سکتا ہے اسے نکاح کر لینا چاہیے، کیوں کہ یہ نگاہ کو پاکیزہ بناتا ہے اور شرمگاہ کی (گناہوں) سے حفاظت کرتا ہے۔ اور جو اس کی استطاعت نہیں رکھتا تو پھر اسے روزہ رکھنا چاہیے کیوں کہ وہ اس کی شہوت پر لگام کس دے گا۔

شریعت اسلامیہ نے اولاد کی صحیح تربیت اور انہیں اپنے دین، اپنے سماج اور اپنے وطن کے تئیں انکی ذمہ داریوں سے آگاہ کرنے پر بہت تاکید فرمائی ہے جس سے ایک طاقتور اور مضبوط پروار کی بنیاد پڑ سکے۔ اور یہ تبھی

ممکن ہو سکتا ہے جب ہم اپنے بچوں کے دل و دماغ میں دینی و سماجی قدروں کا بیج بو دیں، انہیں نفع بخش عادات وروایات کا خُو گر بنا دیں۔ اور یہ والدین کی ذمہ داری ہے۔ ارشاد باری ہے:"يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ قُوٓاْ أَنفُسَكُمۡ وَأَهۡلِيكُمۡ نَارٗا وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ وَٱلۡحِجَارَةُ""اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر ہیں"(تحریم:٦)، ارشاد نبوی ﷺ ہے: اللہ تعالی ہر ذمہ دار سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں سوال کریگا: کیا اس نے اس کی حفاظت کی یا پھر اسے ضائع کر دیا؟ حتی کہ آدمی سے اس کے گھر والوں کے بارے میں بھی سوال ہو گا۔ اس میں والدین کا بھی فائدہ ہے کیوں کہ اولاد کی نیکی دنیا و آخرت میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے گی۔ ارشاد باری ہے:"وَٱلَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ أَزۡوَٰجِنَا وَذُرِّيَّٰتِنَا قُرَّةَ أَعۡيُنٖ وَٱجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِينَ إِمَامًا""اور یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا"(فرقان:٧٤)، ارشاد نبوی ﷺ ہے: جب انسان مر جاتا ہے تو تین چیزوں کے سوا اس کے سبھی عمل منقطع ہو جاتے ہیں: صدقۂ جاریہ، علم نافع، اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔

ہمارے نبی ﷺ نے اس بات کا اعلان فرمایا ہے کہ بہترین مرد اور عورت وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو۔ نبی ﷺ خود اپنے گھر والوں کے لیے سب سے بہتر تھے۔ لہذا ایک ہی وقت میں وہ ایک اچھے شوہر بھی تھے، ایک اچھے باپ بھی تھے اور ایک اچھے نانا بھی تھے۔ اس بات کو بھی آپ ذہن نشین کر لیجیے کہ جس کے دل میں اپنے گھر والوں کے لیے بھلائی کا کوئی نرم گوشہ نہ ہو اس میں سرے سے کوئی بھلائی ہی نہیں ہو سکتی۔

برادرانِ اسلام!

اسلام پروار کی عمارت کی حفاظت کا بڑی شد و مد کے ساتھ مطالبہ کرتا ہے، جس کی اینٹیں باہم جڑی ہوں، جس کے اجزا ایک دوسرے میں پیوست ہوں، اس کی بنیاد ایک دوسرے کے لیے محبت و احترام اور ایک دوسرے کے تئیں عزت و اکرام کے جذبہ پر رکھی ہو۔ جو بھی قرآن کریم میں غور کرے گا تو اسے پتہ چلے گا کہ

قرآن میں عورت کے لیے "بیوی" کا مفہوم ادا کرنے کے لیے لفظِ مذکر "زوج" کا استعمال ہوا ہے، پورے قرآن میں کہیں پر بھی اس مفہوم کی ادائگی کے لیے لفظِ مؤنث "زوجہ" کا استعمال نہیں کیا گیا ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے اس لغوی اور لفظی یگانگی سے معنوی یگانگی کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے۔ اسی مفہوم میں ارشاد باری ہے: "هُنَّ لِبَاس لَّكُمۡ وَأَنتُمۡ لِبَاس لَّهُنَّۗ" "وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو" (بقرۃ:۱۸۷)، ارشاد باری ہے: "وَلَهُنَّ مِثۡلُ ٱلَّذِي عَلَيۡهِنَّ بِٱلۡمَعۡرُوفِ" "اور عورتوں کے بھی ویسے ہی حق ہیں جیسے ان پر مردوں کے ہیں اچھائی کے ساتھ" (بقرۃ: ۲۲۸)، اور ارشاد باری ہے: "لِّلرِّجَالِ نَصِيب مِّمَّا ٱكۡتَسَبُواْۖ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيب مِّمَّا ٱكۡتَسَبۡنَ" "مردوں کا اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لیے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا" (نساء: ۳۲)، اور ارشاد نبوی ﷺ ہے: خبر دار ہو جاؤ! تمہاری بیویوں پر تمہارا حق ہے اور تم پر تمہاری بیویوں کا حق ہے۔

شوہر و بیوی کے درمیان معاملہ چین و سکون، محبت و رحمت اور ایک دوسرے کے تئیں حقوق وواجبات کی ادائیگی پر قائم ہوتا ہو، جو کہ کسی بھی طرح کے ظلم و ستم سے بہت دور ہونا چاہیے۔ ظلم و ستم اور تکبر وانا کی چھایا تلے ازدواجی زندگی ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتی۔ اس کی گاڑی اسی وقت آگے بڑھ سکتی ہے جب ایک دوسرے کے لیے دل میں احترام کا جذبہ ہو، دونوں طرف سے ایک خوشگوار فضا قائم ہو، ایک ساتھ مشکلوں کو برداشت کرنے کا حوصلہ ہو اور دونوں میں چیلنجز کا سامنا کرنے کی ہمت ہو۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ اپنی اہلیہ سے فرمایا کرتے تھے: اگر میں کبھی ناراض ہو جاؤں تو آپ مجھے منا لیا کیجیے اور اگر آپ کبھی ناراض ہو جائیں گی تو میں آپ کو منا لیا کروں گا، ورنہ تو ہم کبھی بھی ایک ساتھ نہیں رہ سکیں گے۔

کتنا اچھا ہوتا اگر پرواروں پر خوشی اور چین و قرار کی فضا قائم ہوتی، تاکہ ہمیں دنیا اور آخرت کی بھلائی مل سکتی!

اے ہمارے رب! ہمارے اہل وعیال کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا!